عرفان صدیقی

جس دھج سے کوئی مقتل کو گیا......!

میر ایمل کاسی کا جسد خاکی آج کسی وقت کلی ابراہیم زئی کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے گا' جہاں اس کے والدین کی قبریں ہیں۔ حقیقی والدہ اس کی نوعمری میں ہی فوت ہوگئی تھی۔ سوتیلی ماں بی بی حلیمہ نے اس کی پرورش کی اور کچھ اس انداز سے کی کہ ایمل کو لمحہ بھر کے لیے بھی متاعِ گم گشتہ کا احساس نہ ہوا۔ زہر کا ٹیکہ لگنے سے ذرا پہلے اسے اپنے لواحقین سے ٹیلی فون پر بات کرنے کے لیے دس منٹ کا وقت دیا گیا۔ اس نے سب سے پہلے ماں سے بات کی۔ ''ماں میرے لیے دعا کرنا اور یقین رکھنا کہ میں بزدلوں کی موت نہیں مروں گا۔'' بہتر سالہ بی بی حلیمہ کی بوڑھی آنکھوں سے آنسوؤں کے دھارے پھوٹ کر اس کے چہرے کی جھریوں میں گم ہو رہے تھے۔ پھر اس نے اپنے بڑے بھائی سے بات کی۔ ''ماں کا خیال رکھنا' اسے کسی لمحے بھی اکیلے نہ چھوڑنا' اسے خدمت کی ضرورت ہے۔'' اس کے لہجے میں غم اور افسوس کی کوئی جھلک نہ تھی۔ تاہم اس کی آواز بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے کہا ''مجھے پچھلے دو دن سے ایک ایسے کمرے میں رکھا گیا جس کا ٹمپریچر بہت کم تھا۔ اس یخ بستہ کمرے کی وجہ سے میرا گلا خراب ہو گیا۔''

وہ بہادر شخص تھا۔ چھ فٹ سے نکلتے ہوئے قد والے اس جوان نے کبھی اپنے گھر والوں کو نہ بتایا کہ اس کے سیل کا طول و عرض کیا ہے اور یہ کہ وہ کئی برسوں سے ٹانگیں سکیڑ کر سو رہا ہے۔ وہ پوری مردانگی سے بھرپور قہقہہ لگاتا اور اپنے محافظوں سے کہتا ''تم اتنے ڈرتے کیوں ہو؟ میں نے جو کچھ کیا' تن تنہا کیا۔ میرا کوئی لشکر ہے نہ گروہ نہ پارٹی۔ آخر تم اتنے حواس باختہ کیوں رہتے ہو؟''

انگریزی ادب میں ایم اے کرنے والے ایمل کاسی کے دل میں امریکیوں سے انتقام لینے کا شعلہ کیسے بھڑکا؟ اس کا اندازہ شاید ان بے شمار خطوط سے ہو سکے جو اس نے اپنے عزیزوں کو لکھے اور جو اس کی وصیت کے مطابق جلد طبع ہو جائیں گے لیکن حقیقت ہے کہ وہ نہ الجھے ہوئے ذہن کا مالک تھا' نہ پراگندہ خیال کا شکار۔ اس کی گفتگو میں کبھی ابہام نہیں رہا۔ اس نے دو سال قبل اپنے ایک تفصیلی انٹرویو میں جو کچھ کہا تھا' وہ اس کی پختہ فکر اور مصفی سوچ کا ترجمان تھا۔

''آخر تم نے یہ کام کیوں کیا؟''

''یہ اسرائیل اور مسلم ممالک کے بارے میں امریکی پالیسیوں کا نتیجہ تھا' جس نے مجھے ردعمل پر ابھارا۔ میں نے یہ بات اپنے وکلاء اور ایف بی آئی کے تفتیشی اہلکاروں کو بھی صاف صاف بتا دی تھی۔''

''تمہیں اپنے کیے پر کوئی پچھتاوا نہیں؟''

''ہرگز نہیں...... مجھے ذرا برابر بھی پچھتاوا نہیں۔ میں کبھی لمحہ بھر کے لیے بھی اپنے کئے پر پشیمان نہیں ہوا۔ مجھے صرف اپنی گرفتاری کے انداز پر افسوس ہے۔''

''تم نے انگریزی ادب میں ماسٹر کیا۔ شعر و ادب کا قتل سے کیا تعلق؟''

''تعلیم، تعلیم ہوتی ہے۔ میرے اس فعل کا تعلق میری سیاسی فکر سے ہے۔''

''کیا تم نماز پڑھتے ہو؟''

''جی ہاں...... اللہ کے فضل سے، میں سکول کے زمانے سے باقاعدگی کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہوں۔''

''دنیا میں کئی مسلم تنظیمیں ایسی ہیں جو امریکی شہریوں اور تنصیبات کو نشانہ بناتی ہیں۔ کیا تمہارے خیال میں وہ ٹھیک کرتی ہیں؟''

''میں اسے مختلف زاویے سے دیکھتا ہوں۔ کیا آپ کو نظر نہیں آتا کہ امریکہ مسلمانوں کو کس قدر نقصان پہنچا رہا ہے؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ وہ کس طرح اسرائیل کی پشت پناہی کر رہا ہے؟ کیا یہ درست نہیں کہ ساری پابندیاں صرف مسلم ممالک کے خلاف لگتی ہیں؟ اگر مسلمان اس کے خلاف ردعمل دکھاتے ہیں تو وہ غلط کیسے ہو گیا؟''

''کیا اسلام قتل سے منع نہیں کرتا؟''

''ضرور کرتا ہے لیکن اسلام انتقام لینے کی بھی اجازت دیتا ہے۔ اگر دوسرے تمہیں مار رہے ہوں، تمہیں ہلاک کر رہے ہوں تو اسلام ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے اور ظلم سہتے رہنے کی تلقین نہیں کرتا۔''

''کیا تمہیں موت کا ڈر نہیں؟''

''ہرگز نہیں۔ میں موت سے ڈرنے والا نہیں۔ ہاں! مجھے جیل میں قید و بند کی زندگی اچھی نہیں لگتی۔''

''اگر کوئی بھی اپیل کامیاب نہیں ہوتی تو تم کس طرح مرنا پسند کرو گے؟''

''(قہقہہ لگاتے ہوئے) میں موت کے کسی طریقے کا انتخاب نہیں کروں گا۔ میں یہ کام ان لوگوں کی مرضی پر چھوڑ دوں گا۔''

''پاکستانیوں کے لیے کوئی پیغام؟''

''اہل پاکستان کو میری طرف سے مبارک باد کا پیغام پہنچا دینا۔ جب مجھے موت کی سزا سنائی گئی تو میرے اہل وطن نے مظاہرے کئے۔ اسامہ بن لادن نے بھی ایک بیان جاری کیا۔ میں اپنے ہم وطنوں اور اسامہ بن لادن کا بے حد شکر گزار ہوں۔''

''کیا تم اسامہ کو ہیرو سمجھتے ہو؟''

''وہ میرا ہی نہیں تمام مسلمانوں کا ہیرو ہے۔ وہ ایک عظیم انسان ہے اور میرے دل میں اس کے لیے بے پناہ عزت ہے۔''

ایسی گفتگو، کوئی پراگندہ خیال انسان نہیں کر سکتا۔ صاف ذہن اور پختہ خیالات کا حامل ایمل کاسی اب اس دنیا میں نہیں۔ آج اس کا ساڑھے چھ فٹ لمبا تابوت کلی ابراہیم زئی کے قبرستان میں دفن ہو جائے گا۔ مشن روڈ کوئٹہ پر اس کا گھر، لوگوں کے بے پناہ ہجوم کے باعث تنگ ہو گیا ہے۔ اجنبی، نامانوس چہرے، جنہیں اس کے لواحقین جانتے بھی نہیں۔ ہزاروں

عورتیں، بی بی حلیمہ کے گرد جمع، اسے مبارک باد دے رہی ہیں۔ مرد دور سے بی بی حلیمہ کو دیکھتے، ہاتھ باندھ کر چند لمحے کھڑے رہتے اور عقیدت بھرا اسلام کہہ کر باہر نکل جاتے ہیں۔ خبر ہے کہ اسلام آباد کی ہدایت پر پی آئی اے نے عین وقت پر میت لانے والی فلائٹ بدل دی تاکہ کنفیوژن کے باعث ائیر پورٹ پر اس کا استقبال نہ ہو سکے۔

وہ خوش بخت تھا کہ اسے پاکستان کی مٹی نصیب ہوگئی۔ ہم نے تو ''جہادِ اکبر'' کی نزاکتوں کے سبب کابل کی قتل گاہوں میں شہید ہو جانے والوں کی میتیں تک وصول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ شہید کی روح کا اصل اعزاز یہی ہوتا ہے کہ حکمران ٹولے کا کوئی شخص اس کے لیے تعزیتی بیان تک جاری نہیں کرتا لیکن کروڑوں انسانوں کی محبتیں، عقیدتیں اور دعائیں برسوں اس کے ساتھ ساتھ رہتی ہیں۔ (بشکریہ: ''نوائے وقت'' ۹ انومبر ۲۰۰۲ء)

علمائے اہل حدیث و دیگر اہل علم سے درخواست

الف............ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ''**احتساب قادیانیت**'' کے نام سے گزشتہ صدی کے مرحوم اکابر علمائے اسلام کی رد قادیانیت پر کتب کو شائع کرنا شروع کیا ہے۔ اس وقت تک سات جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ آٹھویں اور نویں جلد میں فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے رد قادیانیت پر جملہ رسائل کو یکجا کرنا مقصود ہے۔ نصف سے زائد رسائل پر جدید حوالہ اور تخریج کا کام مکمل ہو کر کمپوزنگ ہو رہی ہے۔

ب............ ہمیں اس وقت پریشانی اور مشکل یہ لاحق ہے کہ مولانا مرحوم کے یہ سات رسائل میسر نہیں آرہے:

(۱)...... ہفوات مرزا (۲)...... صحیفہ محبوبیہ (۳)...... زار قادیانی (۴)...... قادیانی مباحثہ دکن (۵)...... تفسیر نویسی کا چیلنج اور فرار (۶)...... تحفہ احمدیہ (۷)...... مکالمہ احمدیہ

آپ میں سے جن حضرات کے پاس یہ رسائل موجود ہوں اطلاع دیں ہم آدمی بھیج کر فوٹو کاپی کرا لیں گے یا اگر ممکن ہو تو عمدہ فوٹو کرا کر ارسال فرمائیں۔

تمام خرچہ ہمارے ذمہ ہوگا۔ انتہائی ضروری دینی فریضہ سمجھ کر تعاونوا علی البر کے تحت تعاون فرمائیں۔ ہم پر بہت احسان ہوگا۔ واجرکم علی اللّٰہ تعالیٰ!

جواب و رابطہ کیلئے: (مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122